تعلیم الاسلام کالج اولڈسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کا ترجمان

زیرنگرانی: صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن-یو.کے

ایڈیٹر: عطاء القادر طاہر

ماہنامہ

انٹرنیٹ گزٹ

جلد نمبر: 11

شمارہ:07

جولائی 2021ء

المنار

عِلم و عَمَل

TALEEM-UL-ISLAM COLLEGE RABWAH

قارئین المنار کی خدمت میں عیدالاضحی کی بہت بہت مبارکباد پیش ہے

Taleem-Ul-Islam College Old Students Association - UK

181, London Road, Mordan, SM4 5HF, London.

Ph. 020 8877 5510, 7886304637 - Fax: 020 8877 9987

ticosauk2017@gmail.com - www.alminaruk.com

قال اللہ تعالیٰ

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبیؐ پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (الاحزاب:57)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

جو مسلمان مجھ پر درود بھیجتا ہے جب تک وہ اس کام میں لگا رہے فرشتے اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ اب بندے کا اختیار ہے کہ وہ درود کم پڑھے یا زیادہ۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیہا)

ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

تمام مخلصین داخلین سلسلۂ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کیلئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدائے تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولۂ عشق پیدا ہو جائے۔ (آسمانی فیصلہ - روحانی خزائن جلد نمبر 4 صفحہ 351)

ارشاد حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اس سے زیادہ اچھی بات کس کی ہوگی جو کہ اللہ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے اور نیک عمل کرتا ہے اور کہے کہ میں یقینا کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ پس یہ کامل فرمانبرداری جس کی ہر احمدی سے توقع کی جاتی ہے اس وقت ہوگی جب نیک، صالح عمل ہو رہے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی ہو رہی ہوگی، اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں گے اور پھر ایسے لوگ جب دعوت الی اللہ کرتے ہیں تو ان کی سچائی کی وجہ سے لوگ بھی ان کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور ان نیک کاموں کی وجہ سے ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے بھی منظورِ نظر ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی مدد بھی فرماتا ہے۔ (خطبہ جمعہ 16 جون 2006ء از مشعل راہ جلد پنجم حصہ چہارم)

آگ۔غلاموں کی غلام

(نشانِ کبیر۔خودنوشت سوانح محترم ڈاکٹرعبدالعزیز اخوندصاحب)

میں میڈیکل کے پہلے سال میں نیا نیا داخل ہوا تھا۔ ۱۸ برس کی عمر تھی کہ سگریٹ نوش ساتھیوں کی صحبت میں رہنے سے مجھے بھی اس کی عادت پڑ گئی پھر جب میں ۲۵ برس کی عمر میں احمدی ہوا تو میں نے یہ عادت ترک کردی۔کئی سال سختی سے پرہیز کیا مگر بیچ میں کبھی کبھی یہ پرہیز کم بھی ہو گیا۔ اب سگریٹ سے سخت نفرت ہے۔ میں ڈاکٹر ہوں۔ میرے پاس کئی ایسے مریض آئے جن کے بستر یا کپڑوں کو سگریٹ سے آگ لگی۔جن میں سے بعض کی ٹانگیں ہاتھ یا بازو جل گئے اور کبھی پیٹھ اور سینہ بھی۔ایک دفعہ میں ڈھڑکی میں تھا۔رات کے کوئی گیارہ بجے کا وقت تھا۔میں لیٹے لیٹے سگریٹ کے کش لگا رہا تھا۔ چونکہ مجھے نیند آ رہی تھی اس لئے لیٹے لیٹے ہی بچا ہوا سگریٹ پائینتی کی طرف پھینک دیا اور چونکہ صحن میں سردی تھی اس لئے رضائی اوپر لے کر سو گیا۔ پھینکا ہوا سگریٹ یا تو رضائی پر گرا یا رضائی کا کچھ حصہ نیچے لٹک کر گرے ہوئے سگریٹ تک پہنچا۔جس سے اسے آہستہ آہستہ آگ لگتی چلی گئی۔ادھر میں گہری نیند سویا ہوا تھا۔ مجھے پتہ تب لگا جب آگ کا دھواں سانس کے ساتھ میری ناک کے اندر پہنچا۔ میں نے محسوس کیا کہ نیچے سے کوئی مجھے ٹھڈے مار رہا ہے۔ میں نے یکدم آنکھیں کھولیں کیا دیکھا کہ میرا تکیہ اور رضائی کا سامنے والا حصہ اور بستر کی چادر جل رہی ہے۔ میں یکدم رضائی ہٹا کر اُٹھ کھڑا ہوا تو ساتھ ہی سارا بستر چارپائی کے جلے ہوئے بان کے ساتھ زمین پر آ گرا اور آگ بھڑک اٹھی۔ چارپائی کا خالی فریم میں نے آگ میں سے کھینچ لیا۔ جلے ہوئے بان کے نشان اس پر موجود تھے۔

اللہ اکبر! بستر سارا جل گیا۔اس کا کوئی حصہ نہیں بچا۔ چارپائی کی لکڑی کو آگ لگی مگر ہم نے اس پر پانی ڈال کر اس کی لکڑی بچا لی۔ اللہ تعالیٰ شاہد ہے کہ میں سچ اور بالکل سچ لکھ رہا ہوں کہ اس آگ کے اندر سے جو میرے چاروں طرف اوپر نیچے اور دائیں بائیں جل رہی تھی میں خارق عادت طور پر بالکل صحیح سلامت نکل آیا۔ میری بیوی جس نے اچھی طرح یہ منظر دیکھا وہ بھی قسم کھا کر کہہ سکتی ہے کہ:

۱۔ رضائی کے اوپر کا سارا حصہ اور میرے دائیں بائیں رضائی اوپر نیچے ہر دو طرف سے جل چکی تھی۔ نیچے والا حصہ جو میرے جسم کے ساتھ لگا ہوا تھا صرف وہی بچا ہوا تھا۔ ۲۔ میرا تکیہ نیچے سے سارا اور اُوپر کی طرف نصف سے زیادہ جل گیا تھا۔صرف وہ حصہ بچا تھا جس پر میرا سر دھرا ہوا تھا۔ ۳۔ چارپائی کا سارا بان جل گیا تھا۔صرف اتنی طاقت اس میں بچی کہ جب تک میں سویا ہوا تھا۔اُس نے مجھے اُٹھائے رکھا۔ ۴۔ دری ساری کی ساری جل گئی تھی۔ ۵۔ تو شک اور چادر ہر طرف سے جل گئی تھی سوائے اوپر کے حصے کے جس پر میرا بدن تھا۔ میری پوشاک اور میرے سر کے بال بالکل سلامت تھے ان کے کسی نقطے جتنے حصے پر بھی آگ یا دھوئیں کی سیاہی تک نہ تھی۔ بستر پر سے میرے کود جانے کے ساتھ ہی جلا ہوا یہ تمام بستر چارپائی کے بان سمیت دھڑام سے نیچے آ رہا تھا اور آگ بھڑک اٹھی۔

میں ڈرا اور سہما ہوا حیران و ششدر پتھر کے بُت کی طرح کھڑا آگ کو دیکھ رہا تھا۔ پھر یہ سوچ کر اور جان کر کہ یہ اظہر من الشّمس ہے کہ آگ کسی مقتدر ہستی کے حکم کی پابند تھی جو میرے کپڑوں اور میرے بدن تک آ کر رُک گئی تھی میرا دل اللہ تعالیٰ کے اس لطف و احسان اور اس کے کرم کے احساس سے لبریز ہوا اور حضرت مسیح موعودؑ کے ایک غلام ایک عاجز بندے پر اس کا اتنا بڑا فضل دیکھ کر کھڑا نہ رہ سکا اور سر کو اپنے ہاتھوں میں تھام کر میرا شکرگزار دل اس کے حضور سجدے میں گر گیا۔تب اچانک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام چمکا ’’آگ سے ہمیں مت ڈراؤ! آگ ہماری غلام بلکہ ہمارے غلاموں کی غلام ہے‘‘۔

یہ حیرت انگیز اور خارق عادت سلوک تھا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک احمدی غلام کو حضور کے ان غلاموں میں سے ایک غلام ہونے کا شرف بخشا جس کی آگ غلام ہے۔ فالحمدللہ علی ذالک۔

ہم جس پہ مر رہے ہیں وہ ہے بات ہی کچھ اور

عالم میں تجھ سے لاکھ سہی، تو مگر کہاں

(مکرم محمد انیس دیالگڑھی صاحب)

وہ ربوہ ریلوے پھاٹک کے قریب دسترخوان بیچ رہا تھا۔ یہ اس کے کھیلنے کودنے کی عمر تھی یا سکول جانے کی مگر وہ پیٹ کا ایندھن بھرنے پر مجبور تھا۔ اس کی عمر دس سے گیارہ کے درمیان ہو گی۔ میں اور میری بیٹی عزیزہ مبارکہ انیس ایک دکان سے باہر نکلے تو وہ ہماری طرف لپکا اور دسترخوان دکھانے لگا۔ میری بیٹی نے کہا کہ ہمیں نہیں چاہئے مگر وہ بار بار دکھا رہا تھا۔ کبھی اوپر والے کبھی نیچے والے۔ عزیزہ مبارکہ نے کہا کہ ہمیں دسترخوان نہیں چاہئے تم یہ 20 روپے رکھ لو۔ اس نے 20 روپے لینے سے انکار کر دیا۔ مبارکہ نے سمجھا کہ شاید 20 روپے تھوڑے ہیں لہٰذا اس نے 50 روپے دینے چاہے اور کہا کہ یہ رکھ لو مگر دسترخوانوں کی ہمیں ضرورت نہیں۔ اس نے 50 روپے بھی یہ کہہ کر ٹھکرا دئے کہ میں مانگنے والا نہیں ہوں۔ اور یہ کہہ کر مایوسی سے واپس چلا گیا۔

رزق حلال کی تلاش اور سوال سے اجتناب۔ ’’ لا یسئلون الناس الحافا‘‘ کی تفسیر آنکھوں سے دیکھ لی۔ اب میں اس کے پیچھے لپکا اور کہا کہ بھائی بھیک نہیں لیتے تو نہ لو مگر دسترخوان تو بیچ دو۔ میں نے اس سے کچھ دسترخوان لئے، پیسے دئے اور چل پڑا۔ واپسی پر میں سارا راستہ خاموش رہا۔ مبارکہ بھی خاموش تھی۔ شاید اس کے دل و دماغ میں بھی وہی جھکڑ چل رہا تھا جو میرے دل و دماغ میں تھا۔

ربوہ آنے سے قبل جرمنی کے چند لوگوں نے مجھے کہا تھا کہ ربوہ میں شاپنگ نہ کرنا، بہت مہنگائی ہے۔ ہم نے تھوڑی سی شاپنگ کی مگر ساری شاپنگ ربوہ سے ہی کی کہ لوٹ تو کوئی بھی سکتا ہے۔ اور ہم تو ویسے بھی سب کچھ لٹانے کیلئے آئے ہیں اور خود ایمان کے مزے لوٹتے ہیں۔

بساط ناز پہ سب کچھ جو کھو نہیں دیتا
ہم اہلِ شوق اسے بد قمار کہتے ہیں

اور ویسے بھی ربوہ سے باہر گاڑی لے کر جاؤ گے تو ظاہر ہے شاپنگ بھی زیادہ کرو گے۔ تو دکاندار چھوٹ بھی دے گا۔ لوگ گاڑیاں بھر بھر کر لے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس نے اتنا چھوڑ دیا۔ اتنی شاپنگ ربوہ میں کرتے تو شاید وہ زیادہ چھوڑ دیتے اور ٹیکسی کا کرایہ بھی بچ جاتا۔

اس لڑکے کو دیکھ کر میں نے تو تہیّہ کر لیا کہ اب تو بالکل کہیں اور شاپنگ

نہیں کروں گا۔اور یقین جانئے نہ تو کوئی چیز مہنگی تھی اور نہ ہی کسی نے ہمیں لوٹا۔میں نے بعد میں دوسرے شہروں کے ساتھ قیمتوں کا موازنہ بھی کیا مگر کچھ مہنگا نہ تھا۔

یہ حضرت مصلح موعودؓ کا آبادہ کردہ ربوہ ہے جس کے چپہ چپہ پر دعائیں کی گئیں اور جگہ جگہ پر قربانیاں دی گئی ہیں اور یہ وہ مقام ہے جہاں سے اسلام کا نام دوبارہ دنیا میں پہنچا۔یہی وہ بابرکت مقام ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی جائے پیدائش بھی ہے۔اور ابھی بھی یہاں کی اکثریت مومنین کی ہے اور قربانیاں پیش کرنے والوں کی ہے۔

وہ لوگ جو سلام کو رواج دیتے ہیں،نمازوں کے اوقات میں دکانیں بند کرتے ہیں اور مالی قربانی بھی کرتے ہیں۔خلیفہ وقت کا خطبہ باقاعدگی سے سنتے ہیں اور حضور انور کا نام آنے پر بعض آنکھیں چمک اٹھتی ہیں اور بعض بھیگ جاتی ہیں۔یہ لوگ کیسے لٹیرے ہو سکتے ہیں۔ہاں!یہ بات بھی درست ہے کہ سفید چادر پر معمولی سا کالا داغ بھی دور سے نظر آتا ہے اور سفید چادر کے حسن کو خراب کر دیتا ہے۔اور لوگ سفید چادر کو بھول کر اس چھوٹے سے کالے داغ کی طرف اشارہ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔جن لوگوں نے مجھے ربوہ سے باہر شاپنگ کرنے کا مشورہ دیا تھا ان کو میں یہی کہوں گا:

یہ تو نے کیا کہا ناصح نہ جانا کوئے جاناں میں
ہمیں تو رہرووں کی ٹھوکریں کھانا مگر جانا

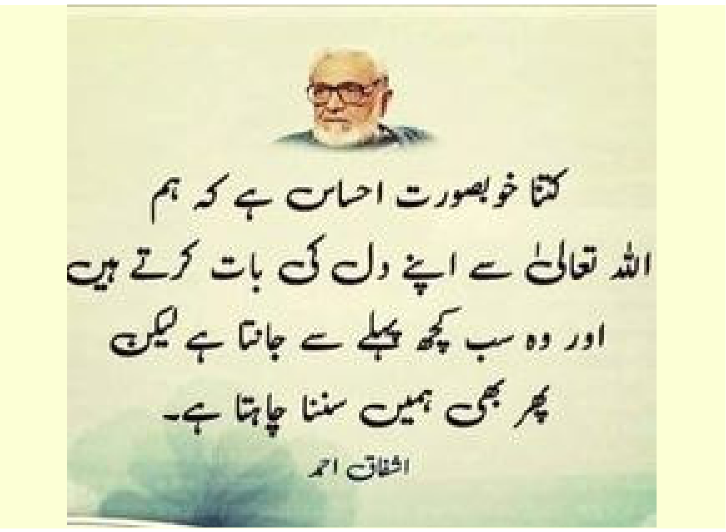

انتخاب محترم پروفیسر مبارک احمد عابد صاحب

اے فضلِ عمر تیرے اوصاف کریمانہ
یاد آ کے بناتے ہیں ہر روح کو دیوانہ
ہر روز تو تجھ جیسے انسان نہیں لاتی
یہ گردشِ روزانہ یہ گردشِ دورانہ
عابد ہے دعا میری محمود کے مقصد کو
دنیا میں ملے جلدی ہر نصرتِ شاہانہ

☆☆

تم ہو میری دنیا میں چاند جیسے دریا میں
کتنے دُور رہتے ہو کتنے پاس لگتے ہو
گاہ تم برستے ہو گاہ تم ترستے ہو
خود ہی ابر لگتے ہو خود ہی پیاس لگتے ہو
دفعتاً تمہارے بھی ہونٹ کپکپاتے ہیں
تم بھی دردِ فرقت سے رُوشناس لگتے ہو

☆☆

حرفوں میں وہ پل ہم نے سموئے بھی بہت تھے
پر آپ سے بچھڑے تو روئے بھی بہت تھے
وہ اشک تھے آنکھوں میں کہ دِکھتا ہی نہیں تھا
گو دُکھ کے گہر ہم نے پروئے بھی بہت تھے

☆☆

سال میں اِک بار بھی گر آپ مِل جایا کریں
جو زمانہ دے ہمیں سب زخم سِل جایا کریں
اُن کی آنکھوں کی نمی میں کوندتی ہیں بجلیاں
آدمی کیا چیز ہے کہسار ہِل جایا کریں
تو نہ آئے، مسکرائے، حُسن بکھرائے اگر
کس طرح پھر باغ مہکیں پھول کِھل جایا کریں

☆☆

تعلیم الاسلام کالج کے پانچ جیّد اساتذہ کرام کا ایک انٹرویو

(مرسلہ: محترم عطاء القادر طاہر صاحب، لندن)

مکرم منور احمد صاحب۔مکرم مبارک عابد صاحب۔مکرم محمد ظفر اللہ خان صاحب۔مکرم محمد شریف خان صاحب۔مکرم شاہد باجوہ صاحب۔مکرم سلطان احمد صاحب

مکرم پروفیسر چوہدری سلطان احمد صاحب

میں TI کالج ربوہ میں 69-1965ء چار سال طالبِ علم رہا اور الحمد للہ۔اور پھر 2007ء تک 36 سال اسی ادارے سے منسلک رہا، میرا اکنامکس سبجیکٹ تھا۔اس کے علاوہ ہاسٹل سپرینٹنڈنٹ کے طور پر 10 سال کام کیا، گیمز اور دوسرے Extra Circular Activities پر کام کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔اساتذہ کرام محترم نصیر خان صاحب، ڈاکٹر سلطان محمد شاہد صاحب، میاں عطاء الرحمان صاحب اور دوسری شخصیات سے استفادہ کرنے کی توفیق ملی۔ مرزا خورشید احمد صاحب ، چوہدری حمید اللہ صاحب میرے اساتذہ کرام میں شامل ہیں۔

مکرم پروفیسر شاہد احمد باجوہ صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میں TI کالج ربوہ میں 1971ء میں داخل ہوا، یہ Nationalization سے پہلے کا دور تھا۔مکرم چوہدری محمد علی صاحب پرنسپل تھے اور میرے اساتذہ کرام میں سے پروفیسر محمد شریف خاں صاحب، چوہدری سلطان صاحب اور مبارک احمد عابد صاحب یہاں بیٹھے ہیں۔

اگلے سال کالج Nationalize ہو کر گورنمنٹ تعلیم الاسلام کالج بن گیا۔تعلیم الاسلام کالج تعلیمی ادارہ ہی نہ تھا بلکہ ایک Brand تھا، جہاں کیریکٹر بلڈنگ ہوتی تھی۔آج بھی میں فخر محسوس کرتا ہوں کہ میں نے اپنے اساتذہ سے بہت کچھ سیکھا اور پھر میری خوش قسمتی یہ ہوئی کہ جب ٹیچنگ میں آیا تو میری فرسٹ پوسٹنگ گارڈن کالج کے بعد TI کالج میں تھی۔ جہاں میں نے لمبا عرصہ Serve کیا۔وہاں آج بھی Head of English Department ہوں۔ وہاں مجھے اپنے اساتذہ کے ساتھ کولیگ اور دوست بن کر بہت کچھ سیکھا۔

پروفیسر چوہدری سلطان صاحب ہمارے ہاسٹل کے سپرنٹنڈنٹ تھے۔ ان سے بہت کچھ سیکھا۔محترم عابد صاحب کی پہلی کلاس تھی۔71ء میں۔عابد صاحب کے ساتھ آج بھی پیار کا، دوستی کا، استاد اور شاگرد کا تعلق ہے۔الحمد للہ جو کچھ ہم نے سیکھا وہ ایک Educationist ہونے کے ناطے آگے منتقل بھی

کرنے کی کوشش کی کہ ہمارے اساتذہ نے کس طرح ہمیں علم بھی دیا، معرفت بھی سکھائی۔ اور کردار سازی جس پر زیادہ زور تھا آج کے زمانہ میں مفقود ہے۔ Character Building کی طرف توجہ نہیں ہے۔ الحمدللہ۔

میں تعلیم الاسلام کالج سے وابستگی اور اچھے اساتذہ کے ملنے کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت سمجھتا ہوں اور اس پر دل کی گہرائیوں سے شکرگزار ہوں۔ میں MTA کے دوستوں کا شکرگزار ہوں کہ ایک بار پھر اپنے اساتذہ کے ساتھ بیٹھنے کا موقع فراہم کیا۔ جزاکم اللہ۔

مکرم پروفیسر مبارک احمد عابد صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میرا تعلق تعلیم الاسلام کالج سے 61ء سے ہے پہلے بطور طالبِ علم، بعد میں میں استاد بھی رہا۔ سب سے بڑی چیز جو میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ تین لفظ: حضرت مرزا ناصر احمد صاحب، rowing اور باسکٹ بال، یہ تین چیزیں ہمارے کالج کی نہ صرف پاکستان میں، بلکہ دنیا بھر میں مشہور اور پہچان تھیں۔ حضرت مرزا ناصر صاحبؒ وہ آدمی تھے (خلیفۃ المسیح الثالث) جنہوں نے اپنی علمی، ادبی، سائنسی، تدریسی اور تعلیمی سرگرمیوں کو وہ معیار دیا جو کہ آج تک لوگ یاد کرتے ہیں کالج کو جہت عطا کی جس پر آج تک چل رہا ہے۔ بے شک بعد میں اس کے ماحول کو بہت زیادہ خراب کرنے کی بھی کوششیں کی گئیں، لیکن جب کالج ہمارے اساتذہ کے ہاتھوں میں تھا، اس میں کردار بنتا رہا، گفتار بنتی رہی اور ساتھ ساتھ اسلوبِ نگارش بنتا رہا۔ اور علمی وادبی سرگرمیاں عروج پر تھیں۔ دو اردو کانفرنسیں ہوئیں۔ بین الاقوامی طور پر سمجھ لیں کہ پاکستان بھر کی یونیورسٹیز کے اساتذہ کے علاوہ کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر کا پیغام آیا۔ زرعی یونیورسٹی اور پنجاب یونیورسٹی کے چانسلروں نے شرکت کی۔ اس سے بڑی بات کیا ہو سکتی ہے۔

مکرم ڈاکٹر پروفیسر منور احمد صاحب

مجھے پہلے TI کالج میں پڑھنے کا اور بعد میں پڑھانے کا موقع ملا۔ Actually میرا خیال ہے کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے پہلی سے لے کر MSc تک ربوہ میں تعلیم حاصل کی۔ 71ء میں مجھے کالج میں فزکس پڑھانے کا موقع ملا۔ پھر 79ء میں نصیر خان صاحب کی کوشش سے میں امریکہ آ گیا۔ یہاں پر انجینئرنگ میں PhD کی۔

مکرم ڈاکٹر پروفیسر محمد شریف خان صاحب

میں نے اللہ کے فضل سے 1963ء سے 1999ء تک TI کالج میں بطور استاد خدمت کرتا رہا ہوں۔ اس سے پہلے 1956ء سے 1962ء تک یہاں FSc میں پڑھتا بھی رہا ہوں۔

ربوہ میں اگرچہ مجھے زیادہ سائنسی سہولیات میسر نہ تھیں، بہر حال اللہ کے فضل نے مجھے بہت نوازا۔ میں نے اپنی ریسرچ کو بین الاقوامی اقدار پر build up کیا اور میرے تقریباً 300 سائنٹفک پیپرز دنیا کے مشہور جرنلز میں چھپے۔ 6 کتابیں انگریزی، اردو اور جرمن زبان میں چھپیں اور اللہ کے فضل سے مجھے 2002ء میں زوالوجیکل سوسائٹی آف پاکستان نے زوالوجسٹ آف دی ایئر 2002 کا ایوارڈ دیا۔ الحمدللہ۔

میں نے آٹھویں جماعت میں اپنی زندگی کو وقف کر دیا تھا۔ ایم ایس سی میں میرا گولڈ میڈل تھا۔ پنجاب یونیورسٹی میں میرے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ نے مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا کہ پنجاب یونیورسٹی میں جگہ خالی ہے اگر تم چاہتے ہو تو میں تمہیں پروفیسر کے طور پر لے لیتا ہوں۔ میں نے کہا کہ میں نے تو اپنی زندگی کو وقف کیا ہوا ہے۔ میں نے ربوہ جانا ہے۔ حیران ہو کر کہنے لگے کہ ربوہ جانا ہے؟ وہاں کیا ملے گا تمہیں۔ وہ پہاڑوں کی سنگلاخ جگہ ہے نہ کوئی لائبریری ہے نہ کوئی لیبارٹری ہے۔ میں نے کہا کہ میں نے وہیں جانا ہے۔ اور اللہ کے فضل نے یہ علم کا دریا میرے نیچے بہا دیا اور اب اللہ کے فضل سے مجھے جو بین الاقوامی حیثیت حاصل ہے وہ صرف TI کالج کی وجہ سے ہے۔ الحمدللہ اور اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی دعائیں یقیناً شامل ہیں جنہوں نے میرا وقف قبول کیا تھا اور اُن سب بزرگوں کی دعائیں جو وہاں تھے اور مجھے کام کرتے دیکھتے تھے۔

ڈاکٹر نصیر خاں صاحب مرحوم ایک دفعہ میرے پاس آئے تو میں سانپ کو شیشی سے نکال کر سٹڈی کر رہا تھا۔ کہتے ہیں خان صاحب خیال نال کدھرے وڈھ نہ کھائے۔ میں نے کہا ڈاکٹر صاحب میں نے اس کا بندوبست کیا ہوا ہے۔ آپ فکر نہ کریں۔ الحمدللہ کالج میں بہت اچھا وقت گزرا۔

مرے وطن...رشید قیصرانی

تری طلب، تری خوشبو، ترا نمو بولے
مرے وطن مری رگ رگ میں صرف تُو بولے
نفَس نفَس تُو مرے سانس کی گواہی دے
ترے بدن میں مرا دِل، مرا لہو بولے
صدا کی لہریں ہم اک دوسرے کے گرد بُنیں
میں قریہ قریہ پکاروں، تُو کُو بکُو بولے
میں حرف حرف سجا لوں صحیفۂ دِل پر
تُو برگ برگ سرِ شاخِ آرزو بولے
وہ دِن بھی آئے کہ لکھوں میں شش جہت ترا نام
ترا علَم، تری سج دھج بھی چار سُو بولے
وہ دن بھی آئے کہ مہکے ترا گلاب شباب
چمن چمن ترا اندازِ رنگ و بُو بولے
وہ دن بھی آئے کہ لکھا ترا امَر ٹھہرے
جو تُو کہے وہی دنیا بھی ہُو بہو بولے
نشانِ حُرمت و تقدیسِ حرف جب تجھ سے
کوئی بھی بولنا چاہے تو با وضو بولے
مِرے وطن سرِ مینارِ نُور تا بہ ابد
تُو چاند بن کے اندھیروں کے رُو برو بولے
خموش کیوں ہے یہ مسکن قلندروں کا رشید
کوئی تو وجد میں آئے، کوئی تو ہُو بولے

المنار

المنار ہر ماہ باقاعدگی سے جماعت احمدیہ کی مرکزی ویب سائٹ alislam.org پر upload کر دیا جاتا ہے۔آپ گزشتہ شمارے دیکھنا چاہیں تو Periodicals کے حصّہ میں جا کر ان کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

المنار کو ہمیشہ آپ کی آراء کا انتظار رہتا ہے۔ (ادارہ)

غزل...نجیب احمد فہیم

سورج سے کوئی کہہ رہی ہے شام الوداع
آخر ہر اِک عروج کا انجام الوداع
محفل سے اٹھ کے چل دیا بے چارگی کے ساتھ
ہوتا گیا جسے جسے الہام الوداع
اس کا مرا مزاج ہی تھا مختلف بہت
چلتے ہی میں نے کہہ دیا دو گام الوداع
مدت سے ہے یہ کفر کی تہمت لگی ہوئی
ہونے کو ہے یہ کفر کا الزام الوداع
لگتا ہے وقت امن کا جلدی گزرتا ہے
ہوتے نہیں ہیں کرب کے ایام الوداع
ہے ساکنانِ کوچہ عشاق کی صدا
جب ہو گیا ہے عشق تو آرام الوداع
مجھ پر بساطِ زیست کا عقدہ کھلا نجیب
اس کھیل کا ہے آخری پیغام الوداع

ادارتی بورڈ ممبران
سید نصیر احمد-رانا عبدالرزاق خان-بشیر احمد اختر-عطاء القادر طاہر
پروف ریڈنگ
سید حسن خان-میر شفیق احمد-رانا عرفان احمد
تزئین
خورشید احمد خادمؔ

آپ کا حصہ کتنا ہے؟

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیم الاسلام کالج کے سابق طلباء کو مختلف مواقع پر ارشاد فرمایا ہے کہ انہیں تعلیم الاسلام کالج کے سابق طلباء ہونے کے حوالہ سے مستحق اور نادار طلباء کی دل کھول کر مالی امداد کرنی چاہئے۔ ہمارے یہ بھائی ایسے طالب علم ہیں جن پر علم کے راستے مسدود ہیں۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے محبوب امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے طلباء کے امدادی فنڈ میں اللہ تعالیٰ کے شکرانہ اور طلباء کی ہمدردی کے جذبہ سے دل کھول کر مالی معاونت کریں اور نیکی کا موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ ازراہ کرم اس طرف توجہ کریں اور نیکی کے کام میں تاخیر نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

یہ بات آپ کیلئے باعث مسرت ہوگی کہ تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ سیدنا حضور انور کی اجازت اور شفقت سے برکینا فاسو۔ افریقہ میں ''مسرور احمدیہ کالج'' تعمیر کروا رہی ہے۔ یہ کالج ابھی زیر تعمیر ہے۔ اس کیلئے آپ کے مالی تعاون کی اشد ضرورت ہے۔ اس سے قبل ایسوسی ایشن کے مالی تعاون سے ساؤ ٹومے۔ افریقہ میں 300 طلباء کیلئے ایک سکول تعمیر کیا گیا تھا جو کہ اللہ کے فضل سے مکمل طور پر کام کر رہا ہے۔ اسی طرح نائیجر میں ایک میڈیکل کلینک بھی جلد کھولا جانے والا ہے۔ گزشتہ برس ہماری ایسوسی ایشن نے سینیگال میں 7 پانی کے نلکے بھی لگوائے ہیں۔

مندرجہ بالا تمام پروجیکٹس صرف اور صرف آپ سب کی مالی معاونت کے مرہون منت ہیں۔ موجودہ حالات کے باعث مالی ضروریات پوری نہیں ہوسکتی ہیں۔ اس لئے سب دوستوں سے مالی اعانت کی درخواست ہے۔ آپ اپنے عطیات ذیل میں دیئے گئے اکاؤنٹ میں آن لائن ادا کر سکتے ہیں:

Nat West Ticosa UK

Sort Code: 602009

Account: 35109920

Ref.: Ticosa Donation

مہربانی فرما کر ادائیگی کرنے کے بعد مکرم مبارک صدیقی صاحب (صدر ایسوسی ایشن) یا مکرم منان اظہر صاحب (سیکرٹری فائننس) کو اطلاع ضرور دیں۔ جزاکم اللہ۔

ایک عظیم سائنس دان۔ پروفیسر عبدالسلام

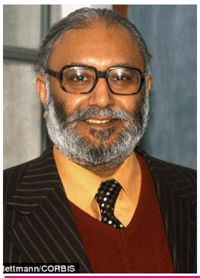

تیسری دنیا کی سائنسی ترقی میں کوشش

(پروفیسر آصف علی پرویز۔لندن)..قسط:67

دوست: آپ نے پچھلی گفتگو میں وعدہ کیا تھا کہ آپ ہمیں پروفیسر عبدالسلام صاحب کی تیسری دنیا میں سائنس کی ترویج اور ترقی کے بارے میں بتائیں گے۔ پہلے یہ بتائیے کہ آپ کو اس طرف کیوں توجہ ہوئی۔

آصف: اس کا سیدھا اور آسان جواب تو یہ ہے کہ پروفیسر عبدالسلام صاحب خود بھی تیسری دنیا (Under Developed Country) یعنی پاکستان سے تعلق رکھتے تھے۔ جیسا کہ میں تفصیل سے بتا چکا ہوں کہ آپ نے انٹرمیڈیٹ تک جھنگ میں پڑھائی کی جہاں اس وقت بجلی بھی نہیں تھی۔ جب آپ اعلیٰ تعلیم کیلئے کیمبرج تشریف لے گئے تو وہاں جا کر آپ کو بڑی شدت سے احساس ہوا کہ انگلستان میں طلباء کو کس قدر سہولیات میسر ہیں۔ میری رائے ہے کہ اسی وقت سے آپ کے دل میں جذبہ پیدا ہوا کہ تیسری دُنیا کے ممالک میں بھی ایسی سہولیات ملنی چاہئیں تا کہ طلباء اور تحقیق کرنے والے پروفیسر اپنے کاموں میں آگے سے آگے بڑھ سکیں۔

دوست: ایک اکیلا انسان آخر کیا کر سکتا ہے جب تک حکومتی ادارے ساتھ نہ دیں۔

آصف: آپ سے اتفاق نہیں۔ ایک اکیلا انسان بھی بہت کچھ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ بشرطیکہ اس کے لئے لگن اور کوشش مخلصانہ طور پر کی جائے۔ یہ صحیح ہے کہ اعلیٰ تعلیم کیلئے مختلف ممالک کی حکومتوں کو اپنا حصہ ڈالنا ہوتا ہے۔ لیکن حکومتوں کی رہنمائی کیلئے پروفیسر عبد السلام صاحب جیسے زیرک اور مخلص انسانوں کی ضرورت رہتی ہے۔

دوست: یہ بتائیں کہ پروفیسر عبد السلام صاحب نے اس سلسلہ میں کیا کوشش کی؟

آصف: جب پروفیسر عبدالسلام صاحب کو صدر ایوب خان صاحب نے اپنا سائنسی مشیر اعلیٰ بنایا تو آپ نے پاکستان میں مختلف ادارے بنائے۔ تاکہ ان اداروں میں سائنس دان کام کریں اور ملک وقوم کی ترقی میں بھرپور کردار ادا کریں۔

دوست: مجھے خوب یاد ہے کہ جن اداروں کی طرف آپ اشارہ کر رہے ہیں ان پر پچھلی محفلوں میں بڑی تفصیل سے بات ہوئی تھی مثلاً آپ نے بتایا تھا کہ پروفیسر عبد السلام صاحب کی زیر نگرانی پاکستان میں پہلا ایٹمی ریکٹر لگایا گیا جس کا نام Pinstech ہے۔ پھر آپ نے SPARCO کے نام سے بھی ادارہ بنایا جس کے ذریعہ خلا میں تحقیق ہو۔ وہاں سے موسمی راکٹ بھی خلا میں بھیجے گئے اور آپ اس ادارے کے بانی چیئرمین بھی تھے۔ سائنسدانوں کی اعلیٰ تعلیم کیلئے آپ نے کیا کوششیں کیں؟

آصف: پروفیسر عبدالسلام صاحب نے ڈاکٹر آئی ایچ عثمانی (جو اس وقت پاکستان ایٹمی توانائی کے شعبہ کے سربراہ تھے) کے ساتھ ملکر پانچ سو سے زائد سائنس دانوں کو یورپ اور امریکہ کی مختلف یونیورسٹیوں سے Ph.D کی اعلیٰ تعلیم کے لئے داخلے دلوائے۔ ان کے لئے وظائف کا انتظام کیا۔ جانے سے پہلے ان طلباء سے وعدہ لیا جاتا تھا کہ وہ Ph.D کرنے کے بعد واپس پاکستان آ کر تحقیقی کام کریں گے۔

دوست: یہ تو ایک بہت ہی اعلیٰ منصوبہ ثابت ہوا ہوگا۔ اس سے پاکستان کے بہترین سائنسدان اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنے ملک میں آ کر تحقیقی کاموں میں مشغول ہو گئے ہوں گے۔

آصف: آپ کا نتیجہ بالکل صحیح ہے۔ ایسے ہی سائنسدانوں نے بعد میں ایٹمی پروگرام کو ترقی دی اور بالآخر پاکستان ایک ایٹمی ملک بن گیا۔

دوست: کیا آپ نے بین الاقوامی ادارہ کی بھی بنیاد رکھی تا کہ تیسری دنیا کے سائنسدان وہاں آ کر دوسرے سائنسدانوں سے تبادلہ خیال کریں اور پھر واپس اپنے اپنے ملکوں میں جا کر سائنسی تحقیق کو آگے بڑھائیں۔

آصف: یقیناً آپ نے بعض اور سائنس دانوں کے ساتھ ملکر بین الاقوامی ادارہ برائے نظریاتی فزکس (International Centre For Theoretical Physics) کی بنیاد رکھی۔ اگرچہ ترقی یافتہ ممالک نے اس کی سخت مخالفت کی لیکن آپ کی بہادرانہ جدوجہد کے نتیجہ میں بالآخر یہ ادارہ قائم ہوگیا۔ آپ کی بڑی خواہش تھی کہ یہ ادارہ

لاہور پاکستان میں بنے مگر اس وقت کے پاکستانی وزیرخزانہ کی مخالفت کی وجہ سے یہ ادارہ پاکستان میں نہ بن سکا۔ اٹلی کی حکومت کی فیاضانہ مدد کی وجہ سے بالآخر یہ ادارہ اٹلی کے شہر ٹرائیسٹ میں بنا۔ پروفیسر عبدالسلام صاحب اس کے پہلے ڈائریکٹر مقرر ہوئے اور تقریباً ساری زندگی اس ادارے سے منسلک رہے۔

دوست: کاش یہ ادارہ لاہور میں بنتا تو پاکستان میں سائنس میں دن دگنی رات چوگنی ترقی ہوتی۔ مجھے خوب یاد ہے کہ کئی محفلوں میں آپ نے اس کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ میں المنار کے قارئین سے درخواست کرتا ہوں کہ ان مضامین کو پڑھیں۔ آپ نے اس کے علاوہ اور کون سا بین الاقوامی ادارہ بنایا؟

آصف: آپ نے تیسری دنیا کی اکیڈمی آف سائنسز کا تصور پیش کیا۔ جس میں تیسری دنیا کے سائنس دان باہم ملکر سائنسی امور پر غور کریں۔

دوست: یہ بات میں نے پہلی دفعہ آپ سے سنی ہے۔ کیا آپ اس بارے میں مزید بتائیں گے۔

آصف: کیوں نہیں! مگر اگلی محفل میں۔ انشاءاللہ۔

اِک زمانہ ہوا... پرویز پروازی

اک زمانہ ہوا
ایک گمنام سی
راہ کے موڑ پر
دو مسافر ملے!
چند لمحے رُکے
اور پھر چل دیئے
اجنبی ہو گئے
ان کے دل میں مگر
ایک بے نام سی
آرزو کی کلی
کھل اُٹھی!
بات کچھ بھی نہ تھی
اک فسانہ ہوا
اک زمانہ ہوا

المنار آپکا اپنا رسالہ ہے۔ ازراہ کرم ہمیں اپنی تجاویز اور تحریرات بھجواتے رہیں۔ اگر آپ کے پاس کالج کے زمانے کی کوئی نادر تصویر موجود ہے تو وہ بھی اشاعت کے لئے ارسال فرمائیں۔ جزاکم اللہ۔

(سیکریٹری اشاعت)

Syed Naseer Ahmad
naseerahmadsyed@gmail.com
Ph. 00447762366929

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کے ممبران سے التماس

☆ کیا آپ نے سالِ رواں 2021 کی ممبر شپ فیس (£24) ادا کردی ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم جلد ادا کردیں۔

☆ کیا آپ نے مستحق اور نادار طلبہ کی مالی اعانت کے لئے ادائیگی کردی ہے؟ اگر نہیں تو اس کارِ خیر میں دل کھول کر حصہ لیں۔

TICOSA UK
Bank Name : Natwest Bank
Sortcode : 602009
Account number : 35109920

عبدالمنان اظہر۔ سیکریٹری فائیننس Ph. 07886381033